جانداروں کو چیر پھاڑ کر یا شکار کر کے کھا جاتا ہو۔سبعیت یا درندگی بھی اس معنی میں جانوروں کی حرمت کا معیار ہے کہ جبڑوں والے جو جانور اپنے دانتوں سے شکار کرتے ہیں۔ جیسے شیر، چیتا، لومڑی، کتا وغیرہ اور اسی طرح پنجے والے وہ پرندے جو اپنے پنجے سے زخم لگاتے اور شکار کرتے ہیں' جیسے باز، شکرہ، چیل وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔ چنانچہ حنفیہ، حنابلہ، شوافع اور ظاہر یہ وغیرہ جمہور حضرات کا یہی مذہب ہے۔(25)

حلال وحرام اجزائے ترکیبی:

اس وقت روزمرہ کی استعمالی اشیاء کی تیاری میں جو اجزائے ترکیبی استعمال ہو رہے ہیں، ان میں حرام ناپاک اور مشکوک اجزاء کا شامل ہونا تو اب مخفی نہیں رہا۔مگر دینی و اسلامی احکام سے غفلت و دوری، قانونی گرفت کی کمزوری اور سرٹیفیکیشن کا باقاعدہ نظام نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بہت کم لوگ ہیں جو اپنی مصنوعات کی تیاری میں حلال ذرائع سے حاصل شدہ اجزاء کے استعمال کا اہتمام کرتے ہیں۔عوام کی اکثریت بھی حلال مصنوعات کا مطالبہ نہیں کر رہی اور غیر مسلم ممالک سے آنے والی ایسی مشکوک مصنوعات کا بے دھڑک استعمال کر رہی ہے۔اس وقت تک پچاس کے لگ بھگ جتنے مشکوک اجزائے ترکیبی سامنے آئے ہیں، ایک آدھ کے علاوہ تقریباً سب ہی ایسے ہیں جن کو حلال وحرام دونوں طرح کے ذرائع سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔اس لئے جس مصنوع پر ایسے مشکوک اجزاء کا نام درج ہو اگرچہ اس کو حرام نہیں قرار دیا جا سکتا۔تاہم مسلمانوں کو چاہئے ایسی مصنوعات کے مشکوک ہونے کی وجہ سے ان سے بچنے کا اہتمام کریں، تاکہ غیر شعوری طور پر حرام اشیاء کے استعمال میں پڑ کر ان کے وبال اور مضر اثرات سے بچا جا سکے۔(26)

اہم اجزائے ترکیبی کی تحقیق:

جیلاٹن اور اس میں انقلاب ماہیت:

جیلاٹن ایک کثیر الاستعمال جز و ترکیبی ہے چنانچہ آج کل جیلاٹن بکثرت کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔مثلاً ٹافیوں، آئس کریم، ڈیزرٹ (کھانے کے بعد دی جانے والی میٹھی چیزوں) دواوں، کاسمیٹکس، دہی اور فوٹو گرافی کے آلات وغیرہ میں جیلاٹن کا استعمال بہت عام ہے۔جیلاٹن اگرچہ خنزیر، گائے، مچھلی، اور سبزیوں وغیرہ مختلف ذرائع سے ہو سکتا ہے تاہم آج کل اس کی کل پیداوار کا 44 فیصد خنزیر کی کھال سے حاصل ہوتا ہے اور 57 فیصد گائے کی ہڈیوں اور کھال سے۔نیز دنیا بھر میں اس کی کل پیداوار کا 78 فیصد امریکہ اور یورپ پیدا کرتے ہیں۔ایسے میں یہ بات ظاہر ہے کہ درآمد شدہ

جیلاٹن کے حرام ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ تاہم اس تقدیر پر اس کے حلال ہونے کا بھی ایک امکان ہوتا ہے کہ اس کی ماہئیت بدل جائے۔(27)

جیلاٹن کا ماخذ اور تعریف:

جیلاٹن کا ماخذ کولاجن نامی ایک سٹرکچرل پروٹین ہے، جو زیادہ تر جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جاتا ہے، چنانچہ یہ تمام جانوروں کی کھال کی کل اندرونی جلد کے 90 سے 95 فیصد حصے پر مشتمل ہوتا ہے، جانوروں کی کھال میں یہ درمیانی حصے میں موجود اس کثیف پرت میں ہوتا ہے جو چربی، پٹھوں، رگوں اور گوشت وغیرہ سے خالی ہوتا ہے۔ کولاجن کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انتہائی سخت ہونے کی وجہ سے قابل تحلیل نہیں ہوتا، لیکن جب اس کو ایک خاص درجے تک گرم کیا جاتا ہے تو یہی کولاجن، جیلاٹن میں تبدیل ہو کر قابل تحلیل بن جاتا ہے۔ گویا جیلاٹن گرم پانی کی ذریعہ قابل تحلیل بنائے گئے خام کولاجن کے سوا کچھ بھی نہیں، چنانچہ انسائیکلوپیڈیا آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں جیلاٹن کا تعارف اس طرح کرایا گیا ہے۔

Gelatin is a hydrolysis product obtained by hot water extraction and does not exist in nature .(The Encyclopedia of Food Science and Technology .(28)

''جیلاٹن ہائیڈرالسس (یعنی گرم پانی کے ذریعے آبی تحلیل کے عمل) سے حاصل ہونے والا ایک مصنوع ہے، اس کا کوئی قدرتی وجود نہیں ہوتا''۔

جیلاٹن کے استعمال کا شرعی حکم:

اسلامی ضابطہ کی رو سے صرف وہی جیلاٹن حلال ہے جس میں حلال جانور کی ہڈی یا کھال استعمال کی گئی ہے اس شرط کے ساتھ کے حلال جانور کو اسلامی طریقے سے ذبح بھی کیا گیا ہو۔

جیلاٹن کا داخلی استعمال شرعا جائز نہیں۔ اور خنزیر سے بنے جیلاٹن کا خارجی استعمال بھی جائز نہیں۔ لہذا صفائی ستھرائی کے لیے استعمال ہونے والی مصنوعات جیسے صابن، شیمپو وغیرہ اور بدن پر خارجی طور پر استعمال ہونے والی ادویات جیسے مختلف کریم وغیرہ اگر جیلاٹن پر مشتمل ہوں تو ان کے استعمال کی شرعا گنجائش ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی فقہ البیوع میں تحریر فرماتے ہیں: اما استعماله فی الاکل فالصحیح المفتی به عند الحنفیته انه لا یجوز' ولکن هناک قول عند الحنفیته والشافعیته فی جواز اکله (یعنی الجلد المدبوغ) ویسوغ العمل به للتداوی بالکیبسولات المتخذت من الجلاتن بشرط ان لا تکون متخذت من جلد الخنزیر او عظمه اما فی غیر التداوی فینبغی الاجتناب من اکله مالم تثبت استحالتها انتهی۔(29)

''یہ گنجائش اس جیلاٹن کے بارے میں اور زیادہ قابل توجہ ہے جو گائے کی کھال کی بجائے اس کی ہڈیوں سے تیار شدہ ہو کیونکہ ہڈیاں مالا تحلہ الحیات اجزاء میں سے ہونے کی بناء پر دباغت کے بغیر بھی پاک ہیں' اور ضرورت کے موقع پر حضرات احناف نے تداوی بالحرام کی معروف شرائط کے بغیر بھی خنزیر کے علاوہ جانوروں کی ہڈی سے علاج کی گنجائش کی تصریح فرمائی ہے''۔(30)

کوچنیل کیڑے سے حاصل شدہ رنگ (کارمینک ایسڈ) یا E120 اور مصنوعات میں اس کے استعمال کا شرعی حکم:

آج کل جو جدید اجزائے ترکیبی خارجی و داخلی استعمال کی اشیاء میں استعمال کیے جارہے ہیں، ان میں سے ایک اہم جزو ترکیبی کوچنیل نامی کیڑے سے حاصل کیا گیا سرخ رنگ بھی ہے جسے کارمائن یا کارمینک ایسڈ بھی کہتے ہیں۔ اس رنگ کا ای نمبر E-120 ہے۔

کوچنیل سے رنگ بنانے کا طریق کار:

تحقیق کے مطابق کوچنیل کیڑوں سے رنگ حاصل کرنے کے لیے ان کو چار، پانچ مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ ان مراحل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1۔ پہلے مرحلے میں ان کو دھوپ وغیرہ میں رکھ کر خشک کیا جاتا ہے۔

2۔ خشک ہونے کے بعد دوسرے مرحلے میں کوچنیل کے پیٹ اور اس میں موجود انڈوں کو کیڑے کے دوسرے حصوں سے الگ کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ ماہرین کے بقول زیادہ تر کارمائن کوچنیل کے پیٹ میں موجود اس کے انڈوں میں ہوتا ہے۔

3۔ تیسرے مرحلے میں رنگ بنانے کیلئے کیڑے کے انڈوں اور پیٹ کے حصوں کا پاوڈر بنایا جاتا ہے۔

4۔ چوتھے مرحلے میں کوچنیل کے انڈوں اور پیٹ کے حصوں سے بنائے گئے پاوڈر کو امونیا یا سوڈیم کاربونیٹ کے محلول میں ابالا جاتا ہے۔

5۔ پانچویں مرحلے میں اس محلول کو فلٹر کرنے کے لیے اس میں پھٹکری ڈال کر اسے خاص مراحل سے گزارا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں کارمائن کے ذرات محلول سے علیحدہ ہو کر نیچے بیٹھ جاتے ہیں، اس کے اوپر کے پانی کو نکال لیا جاتا ہے اور نیچے خالص کارمائن رہ جاتا ہے۔

چنانچہ قدرتی رنگوں پر ایک انگریز مصنف کی کتاب میں کوچنیل سے رنگ حاصل کرنے کے درج بالا مراحل اس

طرح مذکور ہیں:

The part of the insect that contains the most carmine is the abdomen that houses the fertilized eggs of the cochineal. Once dried 'a process begins whereby the abdomens and fertilized eggs are separated from the rest of the anatomical parts -these are then ground into a powder and cooked to extract the maximum amount of color -this cooked solution is filtered and put through special processes that cause all carmine particles to precipitate to the bottom of the cooking container -The liquid is removed and the bottom of the container is left with pure carmine-(31)

''کیڑے کے جسم کا وہ حصہ جس میں سب سے زیادہ کارمائین ہوتا ہے، وہ کیڑے کے پیٹ کا حصہ ہوتا ہے جس میں کوچنیل کیڑے کے انڈے ہوتے ہیں۔ایک دفعہ جب اسے خشک کرلیا جاتا ہے، ایک عمل شروع ہوتا ہے جس میں پیٹ اور انڈوں کو جسم کے بقیہ حصوں سے علیحدہ کرلیا جاتا ہے۔ پھران (انڈوں اور پیٹ کے حصوں) کا پاوڈر بنا کر ان کو پکایا جاتا ہے، تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں رنگ نکالا جاسکے، پھر اس پکائے ہوئے مواد کو فلٹر کیا جاتا ہے اور ایسے خاص مراحل سے گزارا جاتا ہے جن کی وجہ سے کارمائن کے تمام ذرات اس محلول سے علیحدہ ہوکر پکانے کے برتن میں نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔اس کے بعد پانی کو نکال لیا جاتا ہے اور برتن کے نیچے خالص کارمائن رہ جاتا ہے۔

کارمینک ایسڈ رنگ کے استعمالات:

کیڑے سے حاصل کردہ اس رنگ کے بہت سے استعمالات ہیں۔ یہ خارجی استعمال کی مصنوعات میں بھی استعمال ہوتا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء میں بھی، چنانچہ صرف کھانے پینے کی جن مصنوعات میں اس کا استعمال ہوتا ہے ان کی مختلف انواع واقسام درج ذیل ہیں:

1۔ ماکولات جیسے تلی ہوئی مچھلیاں اور گوشت وغیرہ۔

2۔ مشروبات جیسے سوفٹ ڈرنکس، پھلوں کے مشروبات، طاقت کے مشروبات، الکحل کے مشروبات وغیرہ۔

3۔ دودھ کی مصنوعات جیسے یوگارڈ، آئس کریم، اور دودھ سے بننے والے دیگر مشروبات کنفکشنری کے آئیٹم جیسے کینڈی ٹافیاں، چیونگم وغیرہ۔

4۔ محفوظ کردہ پھل جیسے ڈبوں میں بند پھل ہوتے ہیں مثلاً: اناس، چیری، جیم، گوداوغیرہ

5۔ دیگر مصنوعات جیسے کیچپ، پاوڈر مشروبات، خشک کئے گئے سوپ، ڈبوں میں بند سوپ وغیرہ۔(32)

کوچنیل کیڑے کا شرعی حکم:

کوچنیل ان کیڑوں میں سے ہے جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا۔ یہ اپنے حجم کے لحاظ سے صرف دو سے پانچ ملی میٹر کا کیڑا ہے اس کا حجم تقریباً مکھی جتنا ہے۔ جہاں تک اس کیڑے کو کھانے پینے کی چیزوں میں ڈالنے اور ایسی چیزوں کی حلت وحرمت کا حکم ہے تو اس بارے میں یہ بات تو طے ہے کہ کیڑے مکوڑے سب احناف کے ہاں خبائث میں داخل ہونے کی وجہ سے مکروہ اور ناجائز ہیں۔ وکذا جمیع ما لا دم له 'فاکله مکروه لانه کله مستخبث فید خل تحت قوله عزوجل: (ویحرم علیهم الخبائث)(33)

کوچینل سے بنائے گئے رنگ پر مشتمل مصنوعات کا حکم:

جن مصنوعات کا تعلق صرف خارجی استعمال سے ہو۔ان میں اگر کارمینک ایسڈ رنگ استعمال ہوا ہو تو ان کا خارجی استعمال بالاتفاق جائز ہے جیسے کاسمیٹکس وغیرہ۔ جہاں تک اس رنگ پر مشتمل داخلی استعمال کی مصنوعات کے حکم کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں بھی کیڑے مکوڑوں کے بارے میں جمہور کے راجح مسلک کے مطابق شرعی حکم یہی بنتا ہے کہ ایسی مصنوعات کا داخلی استعمال شرعاً جائز نہیں۔ اب تک مختلف اداروں کی طرف سے ای نمبرز کہ جو فہرستیں سامنے آئی ہے ان میں وہ واحد ای نمبر جس کو سب حضرات نے حرام کی کیٹگری میں درج کیا ہے وہ E120 ہے جو کوچنیل کیڑے سے تیار کئے گئے اسی رنگ کا ای نمبر ہے۔(34)

خنزیر کے بال:

موجودہ دور میں خنزیر کی کھال سے جیکٹ، دستانے، بیگ، بیلٹ وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں مسلمانوں کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں ہے کیوں کہ خنزیر کی ذات سراپا نجس ہے اس لیے کہ اس کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی۔ جیسا کہ فقہاء نے اس کی وضاحت کی ہے۔اتفق الفقهاء على انه لا يطهر جلد الخنزير بالدباغ ولا يجوز الانتفاع

بہ لانہ نجس العین' والدباغ کالحیات' فکما ان الحیات لا تدفع النجاست عنہ' فکذا الدباغ۔(35)

فقہاء کا اتفاق ہے کہ خنزیر کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی ہے اور اس سے انتفاع جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ نجس العین ہے اور دباغت حیات کی طرح ہے تو جس طرح حیات اس سے نجاست کو دور نہیں کرتی اسی طرح دباغت بھی اس سے نجاست کو دور نہیں کرتی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں اس کے بال سے برش بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

خنزیر کا شرعی حکم:

خنزیر بالاتفاق نجس العین ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ناپاک شے کا استعمال جس طرح جائز نہیں اسی طرح اس کو فروخت کرنا بھی درست نہیں لہذا خنزیر کے بالوں کے برش نہ فروخت کرنا درست ہے نہ خریدنا اور نہ استعمال کرنا۔(36)

البیومن:

البیومن بھی انسانی خون اور مختلف جانوروں کے خون وغیرہ سے حاصل ہونے والا ایک مشکوک جزو ترکیبی ہے۔ جسے آج کل غذاوں اور بطور خاص دواوں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ خون سے حاصل شدہ البیومن کو ابھی تک مکمل طور پر محفوظ قرار نہیں دیا جا سکا، کیونکہ اس البیومن کے ساتھ مختلف جان لیوا امراض ہیپاٹائٹس ایڈز وغیرہ کے جراثیم مریض کے جسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیمیائی لحاظ پہ یہ پروٹینز کا ایک مجموعہ ہے جو پانی میں حل پذیر ہے اور اگر اسے حرارت پہنچائی جائے تو ٹھوس یا نیم ٹھوس شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ قدرتی طور پر انڈے کی سفیدی، دودھ، خوناب، نیز متعدد جانوروں اور پودوں کے ریشوں اور رطوبتوں میں پایا جاتا ہے۔

البیومن کے عمومی ماخذ:

انسانی خون: اس سے حاصل شدہ البیومن کو عام الفاظ میں Human Albumin کہتے ہیں

گائے کا خون: اس سے حاصل شدہ البیومن کو بوائن البیومن Bovine Albumin کہتے ہیں۔

انڈہ: اس سے حاصل شدہ البیومن کو اوول بیومن Oval Albumin کہتے ہیں۔(37)

انڈے سے حاصل شدہ البیومن غذائی مصنوعات مثلاً ٹافیوں، کیک، گوشت کی بعض مصنوعات اور بعض ادویہ وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔

شرعی حکم:

مرغی، بطخ وغیرہ حلال پرندوں کے انڈے سے حاصل کردہ البیومن حلال اور پاک ہے۔کسی خون سے حاصل شدہ البیومن اصلاناپاک ہے۔لیکن اگر شرعا اس میں تبدیل ماہیت ثابت ہوجائے تو اس کو پاک اور حلال قرار دیا جائے گا۔بادی النظر اس میں فنی اور سائنسی طور پر تبدیل ماہیت کا تحقق نہیں ہوتا کیوں کہ البیومن خون کا ایک جزو ہے اور خون اپنے تمام اجزاء سمیت ناپاک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خصوصی تکریم شرف اور فضیلت بخشی ہے عام حالات میں اس کے کسی بھی جزو یا عضو کا استعمال بالخصوص داخلی استعمال جائز نہیں۔ جہاں تک ایک انسان کے خون کو دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کرنے کا مسئلہ ہے تو وہ چونکہ خارجی استعمال ہے۔ نیز اس میں ضرورت بھی ہے اس لئے علماء کرام نے بوقت ضرورت اس کی گنجائش دی ہے۔ اگر ایسا شدید مرض لاحق ہو کہ مریض کی جان جانے کا ڈر ہو یا اس کا کوئی عضو بیکار ہونے کا ڈر ہو اور اس وقت اس کا کوئی متبادل دستیاب نہ ہوسکے اور کوئی ماہر دیانتدار ڈاکٹر اس طرح کا ممنوع ذرائع سے ماخوذ البیومن تجویز کرے تو ایسی صورت حال میں اس کو بقدر ضرورت استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔

اگر مصنوع یعنی پروڈکٹ پر البیومن درج ہو مگر اس کا پتہ چلانا ناممکن ہو کہ یہ کس ذریعے سے ماخوذ ہے تو ایسی پروڈکٹ مشتبہ ہے جس کے استعمال سے عام حالات میں بچنا چاہئے۔ البتہ مجبوری ہو تو گنجائش ہے۔(38)

جینیاتی طور پر ترمیم شدہ خوراک کا مسئلہ:

GENTICALLY MODIFIED FOODS

اس وقت ہماری مارکیٹوں میں رائج غذائی مصنوعات کے حوالہ سے جو جدید مسائل درپیش ہیں ان میں ایک مسئلہ جنیاتی طور پر ترمیم شدہ خوراک کا مسئلہ بھی ہے، غذاؤں میں جنیاتی ترمیم سے مراد مختلف نباتات وغیرہ کی آپس میں پیوند کاری کرکے ایک قسم کی سبزیوں وغیرہ میں دوسری قسم کی سبزیوں کی خصوصیات پیدا کرنا ہے، اشیاء کی خصوصیات میں تبدیلی کا یہ طریقہ 1946 میں دریافت ہوا ہے اور اس وقت سے اب تک اس کے کئی کامیاب تجربات ہوچکے ہیں، جن سبزیوں وغیرہ میں ایسی تبدیلیاں کی گئیں۔ ان کی کئی مثالیں ہماری مارکیٹوں میں پہنچ چکی ہیں۔ بات سبزیوں وغیرہ نباتات و جمادات تک ہی رہتی تو شاید اتنی تشویش کی بات نہ ہوتی، مگر اب حیواناتی ذرائع سے حاصل شدہ اجزاء کی بھی سبزیوں وغیرہ غذائی اشیاء میں پیوند

کاری شروع ہو چکی ہے۔اس لئے اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر یہاں اس کا مکمل طریق کار اور اس کے حوالے سے شرعی نقطہ نظر کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

حیوانات کے خواص میں اختلاف اور اس کی وجہ:

جی ایم فوڈ بھی غذائی مصنوعات میں ہوشربا ترقی کی ایک مثال ہے۔جی ایم فوڈ کیا ہوتا ہے؟ یہ کیسے تیار کیا جاتا ہے؟ اور آج کل کون سی چیزیں ایسی ہیں جو اس طریقہ سے تیار ہو کر غذا کا حصہ بن رہی ہیں؟ اسے جاننا بھی ضروری ہے۔مگر ابتداء خالق تعالیٰ کی اس قدرت اخلاقی کے ذکر سے کرتے ہیں کہ اس کائنات میں نہ معلوم کتنے جاندار اور مخلوقات ہیں اس کا صحیح عدد وحساب تو آج تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکا، مگر یہ سب جانتے ہیں کہ انواع واقسام کی ان مخلوقات کا رنگ وروپ، عادات واطوار اور صفات وخصوصیات ایک دوسرے سے اتنی مختلف ہیں کہ جانداروں کی ہر نوع اپنی صفات کی وجہ سے دوسری انواع سے اس طرح ممتاز ہے کہ ان انواع واقسام میں فرق آسانی سے ممکن ہے۔انسانوں کو ہی دیکھ لیجئے، ابتدائے افرینش سے اب تک کتنے انسان پیدا ہوئے ہیں مگر رنگ وروپ اور شکل وصورت سے لے کر مزاج اور عادات واطوار تک ہر انسان دوسرے سے مختلف ہے بلا شبہ یہ خالق تعالیٰ کی قدرت وخلاقی کی ایک عظیم نشانی ہے۔فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین۔

مگر اس عظیم محیر العقول اختلاف کے باوجود ہم بعض اوقات مختلف جانداروں یا انسانوں کے درمیان کچھ مشترکہ صفات کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں، مثلا رنگ وروپ کے لحاظ سے ایک پوری قوم دوسری قوم سے ممتاز ہوتی ہے، اور اولاد تو اکثر وبیشتر اپنی قد کاٹھ، چال ڈھال اور رنگ میں اپنے والدین کے مشابہ ہوتی ہے، اسی طرح کچھ موروثی بیماریاں بھی اایسی ہوتی ہیں جو نسل درنسل والدین سے بچوں میں منتقل ہوتی ہیں۔ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت میں سائنسدان ہمیں بتاتے ہیں کہ ایک شخص کا دوسرے شخص سے مختلف یا مشابہ ہونا ان دونوں کے ڈی این اے کے اختلاف کی وجہ سے ہوتا ہے۔(39)

ڈی این اے کیا ہوتا ہے؟

اس کی وضاحت میں سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ہر جاندار خلیوں سے مل کر بنا ہے۔خلیے کسی جاندار کے لیے اس طرح ہیں جس طرح ایک عمارت کے لیے اینٹیں۔یہ عجیب بات ہے کہ خلیہ کسی جاندار کے جسم کی اتنی چھوٹی اکائی ہے جو خوردبین کے بغیر نظر نہیں آتی، مگر جسم کے اس ذرے سے چھوٹی اکائی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا نظام رکھا ہے کہ جسم کے ہر خلیہ میں ایک

مرکزہ ہوتا ہے۔اس مرکزہ کے اندر کروموسوم نامی دو ایسی دھاگہ نما ساختیں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے سے گھماو دار سیڑھی کی شکل میں لپٹی ہوتی ہیں۔ان کروموسوم کے اوپر باریک باریک ذروں کی شکل میں ایک مخصوص کیمیائی مادہ پایا جاتا ہے۔اسی کو ڈی این کہا جاتا ہے۔جانداروں میں پایا جانے والا دراصل یہی مادہ ہوتا ہے جو جانداروں کی نسلی اور موروثی خصوصیات کو متعین کرتا ہے۔کسی جاندار کا سفید ہونا،کسی انسان کے بالوں کا سیاہ ہونا،کسی انسان کی انکھوں کا رنگ دوسرے انسان سے مختلف ہونا یہ سب ڈی این اے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ڈی این اے کی اکائیاں جین کہلاتی ہیں اس لئے مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کیمیائی مادہ جو ڈی این اے کہلاتا ہے،مختلف جینز کا مجموعہ ہے جو کروموسومز کی ساخت میں موجود ہوتے ہیں۔

سائنسدانوں کے بقول ایک خاندان کے افراد کے ڈی این اے میں پائے جانے والے جینز کافی حد تک مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حد تک یکساں بھی ہوتے ہیں۔ڈی این اے کے جینز میں پائے جانے والے اسی اختلاف اور یکسانیت کی وجہ سے ایک خاندان کے افراد ایک دوسرے سے مختلف اور مشابہ ہوتے ہیں جینز میں جس قدر یکسانیت ہوتی ہیں رنگ وروپ اور چال ڈھال میں اسی قدر مشابہت ہوتی ہے۔(40)

اس تمہیدی گفتگو کے بعد ہم دوبارہ جنیاتی طور پر تبدیل شدہ غذا کی طرف آتے ہیں۔جب سائنسدانوں نے اس حقیقت کو دریافت کیا کہ جانداروں کی مختلف خصوصیات کا تعلق ان کے ڈی این اے میں پائے جانے والے جینز سے ہوتا ہے،تو انھوں نے اس پر تجربات شروع کئے کہ کسی جاندار کے ڈی این اے میں تبدیلی کر کے اس کی خصوصیات میں تبدیلی کی جا سکتی ہے یا نہیں؟اسی طرح جینز کی منتقلی کے ذریعے ایک پودے یا جاندار کی خصوصیات دوسرے پودے یا جاندار میں منتقل کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ایسے تجربات کی روشنی میں سائنسدانوں کو معلوم ہوا کہ ایسا بالکل ممکن ہے۔چنانچہ پہلے سائنسدانوں نے 1946 میں یہ دریافت کیا کہ جانداروں کے جینز کا تبادلہ ہوسکتا ہے۔اس دریافت کے بعد سائنسدانوں نے نباتات کے جینز میں تبدیلی اور مختلف نباتات کی آپس میں پیوندکاری کے ذریعے ایک قسم کی سبزیوں میں دوسری قسم کی سبزیوں کی خصوصیات پیدا کرنے کے کامیاب تجربات کے لیے جن سبزیوں میں ایسی تبدیلیاں کی گئی ان کو جی ایم فوڈ (Gm food) یا (جینٹیکلی موڈیفائیڈ فوڈ) GENTICALLY MODIFIFED FOODS کہا جانے لگا۔ بعد میں اس کے اور بھی نام پڑے مثلا بائیوٹک فوڈ (Biotech food)،جینٹیکلی موڈ انجینئرڈ فوڈ (Genetically engineered food)،اور جی ایم او یعنی جینٹیکلی موڈیفائیڈ ارگینزم (Genetically modified organism) وغیرہ۔

جی ایم فوڈ کی تعریف:

اس تفصیل کی روشنی میں ہم جنیاتی طور پر تبدیل شدہ غذا کی یہ تعریف کر سکتے ہیں کہ یہ ان اناج یا فصلوں کو کہا جاتا ہے جن کے خلیہ (cell) میں موجود جین (Gene) میں تبدیل کر کے مختلف خصوصیات کا اضافہ کیا گیا ہو۔ یہاں یہ وضاحت بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگی کہ جی ایم فوڈ اور کلوننگ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ بعض لوگ دونوں کو ایک سمجھ لیتے ہیں، یہ درست نہیں، کیوں کہ جی ایم فوڈ میں کسی اناج وغیرہ کے خلیہ کے مرکزہ میں موجود صرف جین کی تبدیلی کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے بعض خصوصیات میں تبدیلی مقصود ہوتی ہے، جبکہ کلوننگ میں تمام خصوصیات میں مشترک، باقاعدہ ایک جاندار کی دوسری کاپی بنائی جاتی ہے۔(41)

جی ایم فوڈ کی مارکیٹ میں موجود مثالیں:

جی ایم فوڈ کی دریافت کے ساتھ ہی مختلف ملکوں نے اس پیداوار سے اپنی پیداوری صلاحیت کو بڑھانے اور اسے بہتر کرنے کا کام لیا اور اسے تجارتی مقاصد کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا، چنانچہ اس وقت تک جی ایم فوڈ کی کئی اقسام مارکیٹ میں آچکی ہیں، مگر ایسی غذا کی پہلی مثال ٹماٹر ہے، کیوں کہ پہلی مرتبہ 1994 میں امریکہ جنیاتی طور پر تبدیل شدہ ایسے ٹماٹر مارکیٹ میں لایا تھا جس میں جنیاتی تبدیلی کے ذریعہ پکنے کے عمل میں تاخیر پیدا کی گئی تھی۔ اس کے بعد مختلف ممالک میں مختلف سبزیاں تیار کی جانے لگیں، چنانچہ اس وقت تک جی ایم فوڈ میں سویابین، مکئی، کنولا، چاول، کپاس، آلو، مٹر، گنا، ٹماٹر، سرسوں، پپیتا، تمباکو اور دودھ کی مختلف مصنوعات مارکیٹ میں آچکی ہیں۔

جی ایم فوڈ میں حیواناتی جینز کا استعمال:

ابتداء میں غذاؤں میں ایسی جنیاتی تبدیلی کا عمل محدود پیمانے پر ہوتا تھا مگر بعد میں جب جینٹک سائنس کی ترقی کے ساتھ اس طریقہ پیداوار کو غذائی اشیاء کی تجارت و کاروبار میں اضافہ اور وسعت لانے کیلئے استعمال کیا جانے لگا، تو یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ نباتات میں مخصوص حیوانات کی خصوصیات کی منتقلی کیلئے حیواناتی جینز کا استعمال بھی شروع ہو گیا۔ مثلاً ٹماٹر میں سرخ رنگ لانے کے لئے چائنا نے یہ تجربہ کیا کہ خنزیر کے گوشت سے سرخ رنگ پیدا کرنے والا جین لے کر ٹماٹر کے بیج میں داخل کیا، اسی طرح ایک اور تجربے میں اسٹرابیری کے سرد موسم سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کیلئے اس میں مچھلی کا جین داخل کیا گیا۔(42)

جی ایم فوڈ کے ممکنہ فوائد و نقصانات:

ڈی این اے یا اس کی اکائیوں یعنی جینز میں تبدیلی کر کے غذا کی خصوصیات میں سائنسدان جو تبدیلی لاتے ہیں، اس کے وہ مختلف مقاصد بیان کرتے ہیں مثلا: جانوروں کی نسلوں کو مضبوط، توانا اور زیادہ گوشت والا بنانا۔ مختلف اجناس جیسے گیہوں، مکئی اور چاول کی ایسی قسمیں تیار کرنا جو کم کھاد اور کم پانی کے باوجود زیادہ پیداوار دیتی ہوں۔ ایسے پیڑ تیار کرنا جن کی نشوونما تیز تر ہو اور ان سے لکڑی، گودا، ایندھن یا سایہ وغیرہ زیادہ مقدار میں حاصل کیا جا سکتا ہو۔

پھول کی ایسی قسمیں پیدا کرنا جو معمول سے زیادہ بڑے، زیادہ رنگین یا زیادہ خوبصورت ہوں۔ ٹماٹر وغیرہ مختلف سبزیوں کے پکنے کے عمل میں تاخیر پیدا کرنا تاکہ ان کی پیداوار کو مختلف اوقات میں درکار مقدار تک محفوظ کیا جا سکے۔ اسٹرابیری وغیرہ مختلف پھلوں میں موسم کی شدت کے خلاف قوت برداشت میں اضافہ کرنا۔ مختلف فصلوں اور پودوں میں ایسی خصوصیات پیدا کرنا جن کی بناء پر وہ اپنے اوپر حملہ اور حشرات اور مختلف نقصان دہ جراثیم سے بچ سکیں۔ غذاوں کی غذائیت اور لذت میں اضافہ کرنا۔

جی ایم فوڈ کا شرعی حکم:

جی ایم فوڈ کی دریافت نے بلاشبہ مذکورہ بالا فوائد کے حصول کو ممکن بنا دیا ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ سائنسدانوں کے بقول ایسی غذا میں بعض نقصان دہ اثرات بھی ہوتے ہیں مثلا ایک رپورٹ کے مطابق اس قسم کی غذا سے الرجی پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت مختلف ملکوں میں جی ایم فوڈ کے حوالے سے تحفظات بھی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض ممالک میں مصنوع کے اوپر جی ایم انگریڈنٹ کی تصریح ضروری قرار دی گئی ہے۔ بہر حال جی ایم فوڈ میں پائے جانے والے نقصانات کے اس طبی پہلو سے قطع نظر مسلمانوں کے لیے شرعی حوالے سے یہ طریق کار اس لئے بھی قابل تشویش ہے کہ اگر کسی نباتاتی یا جماداتی مصنوع کی تیاری میں ایسا جی ایم انگریڈنٹ استعمال ہو جو حیوانی ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو تو ایسے مصنوع کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

یہ بات مفتیان کرام کے طے کرنے کی ہے، تاہم اتنی بات واضح ہے کہ جنیاتی طور پر تبدیل شدہ ایسی کسی غذا میں داخل کئے گئے جین کا ماخذ اگر حلال ہو تو اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (43)

اسی طرح یہ بات بھی واضح ہے کہ کسی حرام جانور یا مردار کے کسی جزو کو انسانوں کی غذا میں شامل کرنا جائز نہیں۔

الکحل اور الکحل پر مشتمل مصنوعات تعارف اور شرعی حکم:

الکحل موجودہ دور میں دواوں اور غذاوں کا ایک ناگزیر اور کثیر الاستعمال جزو بن چکا ہے۔

الکحل کی قسمیں:

قدرتی اشیاء، پھل، پھول وغیرہ نباتات سے جو الکحل بنایا جاتا ہے اس کو عربی میں، الکحل الطبیعی، اور انگریزی میں "نیچرل الکحل" کہتے ہیں۔ پٹرول اور دیگر کیمیکلز وغیرہ سے کیمیاوی عمل کے ذریعہ سے جو الکحل تیار کیا جائے اس کو عربی میں "الکحول الصناعیۃ" اور انگریزی میں Synthetic Alcohol کہتے ہیں۔ آج کل عام طور پر استعمال ہونے والا الکحل اسی قسم کا (یعنی مصنوعی/سینتھٹک) ہوتا ہے۔ خوشبو اور پرفیومز میں استعمال ہونے والا الکحل عموما نیچرل ہوتا ہے مگر وہ بھی کھجور یا انگور سے بنا ہوا نہیں ہوتا دیگر پھل پھول سے کشید کیا گیا ہوتا ہے۔

الکحل کا مروجہ استعمال: آج کل دو طرح کی چیزوں میں الکحل استعمال ہوتا ہے۔

1۔ **خارجی استعمال کی چیزیں:**
جیسے روشنائی پینٹس یعنی رنگ وروغن اور عطریات یعنی پرفیومز لگانے کی مختلف کریمیں اور لوشن وغیرہ۔

2۔ **کھانے پینے کی چیزوں میں:**
جیسے آئسکریم، بسکٹوں، پیسٹریوں، چاکلیٹ، کیک اور کھانے کی دواوں وغیرہ میں۔

الکحل کے خارجی طور پر استعمال کا حکم:

پاکی، ناپاکی اور خرید وفروخت میں چونکہ سب متاخرین حضرات نے خالص خمر اور دیگر شرابوں کے حکم میں فرق تسلیم فرمایا ہے اس لئے خارجی استعمال کی جن دواوں اور دیگر اشیاء مثلا: کاسمیٹکس، پرفیومز وغیرہ میں الکحل استعمال ہوا ہو ران کا استعمال اور بیع وشراء جائز ہیں۔ (44)

الکحل کے داخلی طور پر استعمال کا حکم:

بعض حضرات ائمہ ثلاثہ اور امام محمد کے قول کو تناول یعنی کھانے پینے کے حق میں مفتی بہ قرار دیتے ہوئے یہ تفصیل فرماتے ہیں کہ یہ دیکھا جائے کہ کھانے پینے کی دواوں یا غذاوں میں الکحل کا استعمال جزو مقصود کے طور پر ہوا ہے یا محض غذا یا دوا کے تحفظ اور اس کو دیر پا بنانے کیلئے جزو غیر مقصود کے طور پر ہوا ہے۔

الکحل کے جزو مقصود ہونے کا حکم:

اگر کسی مصنوع میں الکحل جز ومقصود کے طور پر استعمال ہوا ہو، تو ایسا مصنوع امام محمد رحمہ اللہ کے مفتی بہ قول کے مطابق حرام ہے۔ لہذا اگر وہ غذاوں میں سے ہے تو اس کا استعمال علی الاطلاق حرام ہے۔ اور اگر دواوں میں سے ہے تو اس پر تداوی بالحرام کا ضابطہ لاگو ہوگا۔ یعنی اگر وہ دوا ایسی ہے کہ اس کا متبادل مل سکتا ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں اور اگر متبادل نہیں مل سکتا تو ماہر طبیب کی رائے سے بقدر ضرورت اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

رہا یہ کہ اس کا پتہ کیسے چلے گا کہ الکحل جز ومقصود کے طور پر استعمال ہوا ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس کا پتہ ایک تو مصنوع میں ڈالے جانے والی الکحل کی مقدار سے چلے گا، کیوں کہ مصنوعات کے اوپر جہاں ان کے اجزائے ترکیبی کی فہرست لکھی ہوتی ہے وہاں ہر ہر جز وترکیبی کی فیصدی مقدار بھی لکھی ہوتی ہے۔ مثلا اس میں تیس فیصد الکحل ہے یا ستر فیصد ہے وغیرہ۔ تو جہاں کسی مصنوع میں الکحل کی اچھی خاصی مقدار ڈالی گئی ہو، تو اس کو یہ سمجھا جائے کہ اس میں الکحل کا استعمال جز ومقصود کے طور پر ہوا ہے۔ جیسے مثلا آج کل طاقت پیدا کرنے کے مختلف ٹانک آتے ہیں، ان میں عام طور پر ستر سے اسی فیصد تک الکحل ہوتا ہے، جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کے ذریعہ الکحل کھلا کر ہی طاقت پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے دوا کے طور پر بھی ایسی دواؤں کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

دوسرا طریقہ اس بات کا پتہ چلانے کے لیے الکحل کا استعمال جز ومقصود کے طور پر ہوا ہے یا نہیں؟ ان حضرات کے بقول یہ ہے کہ مثلا اگر کسی غذا میں الکحل کا استعمال ایک فلیور کے طور پر ہوا ہو، یعنی الکحل سے اس میں ایک خاص ذائقہ پیدا کرنا مقصود ہو یا اس کے ذائقے کو تیز اور بہتر کرنا مقصود ہو، تو ایسی صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ اس چیز میں الکحل کا استعمال جز و مقصود کے طور پر ہوا ہے۔ کیوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ پینے کی چیز میں ذائقہ ہی اصل ہوتا ہے لہذا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس چیز میں الکحل نہیں ڈالا جائے گا تو اس چیز میں ذائقہ پیدا ہی نہیں ہوگا یا اس کا معیار کا نہیں ہوگا جس معیار کا بنانے والے چاہتے ہیں، تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اس ماکول یا مشروب میں الکحل کا استعمال جز ومقصود کے طور پر ہوا ہے لہذا ایسی چیز کا کھانا پینا جائز نہیں ہوگا۔ (45)

جزو غیر مقصود کا حکم:

اگر کسی دوا یا غذا میں الکحل کا استعمال جز وغیر مقصود کے طور پر ہو جس کی علامت یہ ہے کہ الکحل کا استعمال محض دوا یا غذا کے

تحفظ اور اس کو دیر پا بنانے کے لئے ہو تو ایسی دوا یا غذا کے استعمال کی گنجائش ہونی چاہئے، جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایسی صورت میں عموماً الکحل کی مقدار بہت قلیل ہوتی ہے اور فقہاء کرام نے بہت سی جگہوں پر "القلیل مغتفر" کا اصول جاری فرمایا ہے۔

الکحل پر مشتمل مشروبات کا حکم:

اگر کوئی مشروب ایسا ہو جو کسی مرحلے پر جا کر مسکر اور نشہ اور نہ بنتا ہو یعنی اس کی قلیل و کثیر کوئی مقدار بھی مسکر نہ ہو تو اس کا پینا پلانا بلاشبہ جائز ہے۔ جیسے آم، سیب وغیرہ کے مختلف جوس جو بازاروں میں ملتے ہیں، وہ سب حلال ہیں۔

البتہ اگر کوئی مشروب ایسا ہو جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو تو ایسے مشروب کی جتنی مقدار نشہ آور ہو وہ مقدار نہ صرف یہ کہ بالاتفاق نجس وحرام ہے، بلکہ اتنی مقدار پینے والے پر حد بھی لگائی جائے گی۔ (46)

ادویات اور غذائیں جن کا تعلق اشربہ سے نہیں، ان کے بارے میں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ مصنوعات عموماً مسکر نہیں ہوتے اور عام طور پر لوگ ان کا استعمال بھی تداوی وغیرہ ضرورت کے لیے کرتے ہیں اس لئے ایسی مصنوعات کا استعمال حضرات شیخین رحمہ اللہ کے اصل مذہب کے مطابق جائز ہے۔ البتہ اگر کسی خاص مصنوع کے بارے میں یقین یا ظن غالب سے معلوم ہو جائے کہ لوگ اس کا استعمال تلہی کے لئے کرتے ہیں تو ایسی صورت میں خاص اس مصنوع کے بارے میں امام محمد کے قول کے مطابق عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے۔ (47)

گلیسرین:

ایک میٹھا، بیرنگ اور گاڑھا مائع ہے اس کا بنیادی کام کسی چیز میں نمی کی مقدار کو بڑھا کر اور اس کو برقرار رکھ کر اس چیز کو خشک ہونے سے بچانا اور تروتازہ رکھنا ہے۔ غذائی مصنوعات میں یہ محلل اور مٹھاس پیدا کرنے والے جزو کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے کیوں کہ یہ عام چینی سے 60 فیصد زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔

ماخذ: قدرتی طور پر تو یہ تمام حیوانات کی چربی اور تمام نباتات کے روغن میں پایا جاتا ہے۔ جبکہ صنعتی طور پر یہ درج ذیل اشیاء سے ماخوذ ہوتا ہے۔

جانوروں کی چربی، پودوں مثلاً پام آئل، ناریل اور سویابین وغیرہ کا تیل، صابن کی ضمنی پیداوار، بائیوڈیزل کی ضمنی پیداوار، پروپلیس نامی گیس پٹرولیم اگرچہ مذکورہ بالا تمام ذرائع سے گلیسرین حاصل کیا جاتا ہے لیکن آج کل اس کا سب سے بڑا ماخذ نباتاتی ذرائع ہیں۔

غذائی مصنوعات:

دودھ کی مصنوعات: مثلاً آئس کریم، چاکلیٹ، دودھ، دہی، پنیر، خشک دودھ وغیرہ۔

گوشت کی بعض مصنوعات: چٹنی وغیرہ، سرکہ اور بعض مصالحے مختلف اشیاء کے تیار شدہ ذائقے۔

دوائیں: کھانسی کے شربت، گولیاں، بعض کیپسول، اینٹی بائیوٹکس، قبض کشا دوائیں، بلڈ پریشر کو کم کرنے والی دوائیں۔ جلد کی خشکی، کھجلی اور کھردرے پن اور متعدد جلدی امراض مثلاً پھوڑے پھنسی اور جلنے کے نشانات وغیرہ کے علاج میں استعمال ہونے والی کریمیں وغیرہ۔

شخصی حفاظت اور نگہداشت کے لیے تیار مصنوعات، دانتوں کے علاج اور حفاظت کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء مثلاً ٹوتھ پیسٹ، ماوتھ واش، بالوں کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے استعمال ہونے والی مصنوعات مثلاً شیمپو، صابن وغیرہ۔ میک اپ کا سامان لپ اسٹک لوشن وغیرہ۔۔

شرعی حیثیت:

خارجی استعمال کی مصنوعات میں اس کے استعمال میں حرج نہیں ہے کیوں کہ فقہاء کرام نے چربی سے بنے صابن کو پاک قرار دیا ہے۔ البتہ کھانے پینے کی مصنوعات میں استعمال ہونے والے جس گلیسرین کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ جانور سے ماخوذ ہے اور وہ کسی غیر مسلم ملک میں بنا ہو تو اس کو اس وقت تک حرام و ناپاک ہی سمجھا جائے گا جب تک اس کی حلت وطہارت کا ثبوت نہ ہو۔

جس گلیسرین کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ جانوروں سے ماخوذ ہے یا کسی اور ذریعے سے تو چونکہ اس وقت یہ زیادہ تر نباتاتی ذرائع اور پٹرولیم سے حاصل کیا جا رہا ہے اس لئے مسلمان ملک میں تیار شدہ مصنوعات (خواہ وہ دوائیں ہوں یا غذائیں) میں اس کی گنجائش ہوگی۔ اور جو مصنوعات غیر مسلم ممالک میں تیار شدہ ہوں اگر ان میں گلیسرین استعمال ہوا ہو تو اس کے ماخذ کی تحقیق کیے بغیر ان کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

لارڈ:

قابل اعتراض اجزاء میں ایک لارڈ کا بھی بہت استعمال ہے ۔ لارڈ دراصل ان روغنیات/شحمیات کا نام ہے جنہیں سائنس کی زبان میں گلیسرائیڈ کہا جاتا ہے یہ تیل کی طرح ہوتا ہے اور اسے Leaf Lard ,Cured Lard

Animal,Fat animal Adepts,Shortening وغیرہ ناموں سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ان میں سے کچھ نام تو اس کے مختلف درجوں یا ماخوذات کو ظاہر کرتے ہیں اور کچھ اس کی حقیقت کو چھپانے کی ایک کوشش ہے۔انڈسٹری میں ایک اصطلاح نباتاتی لارڈ کی بھی استعمال ہوتی ہے۔اس سے کسی غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے کیوں کہ یہ فی الواقع ایک نباتاتی روغن ہے جسے بعض خصوصیات میں لارڈ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے لارڈ کہا جاتا ہے۔

لارڈ کے ماخذ:

لارڈ زیادہ تر خنزیر سے حاصل کیا جاتا ہے اگر چہ گائے وغیرہ سے بھی اس کا حصول ممکن ہے، یہ کسی بھی ایسے عضو سے حاصل کیا جا سکتا ہے جس میں شحمی ریشے کثیر مقدار میں جمع ہوں۔ان شحمی ریشوں کو سادہ الفاظ میں چربی بھی کہہ سکتے ہیں۔تاہم اس کی خاص اقسام مخصوص اعضاء کی چربی سے حاصل کی جاتی ہیں۔مارکیٹ میں ملنے والا لارڈ عام طور پر خنزیر کے تمام حصول سے حاصل ہونے والی چربی کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے اس میں بعض دیگر اجزاء بھی ملائے جاتے ہیں۔

لارڈ کے ماخوذات:

لارڈ مختلف اجزاء تیار کئے جاتے ہیں۔ان میں سے کچھ تو صرف لارڈ سے اخذ کیے جاتے ہیں۔اور کچھ لارڈ اور دیگر اجزاء کو ملا کر تیار کئے جاتے ہیں۔ایسے چند اجزاء ترکیبی درج ذیل ہیں۔کیپرک ایسڈ، لینالن ،گلیسرین، شارٹننگ ، کریکلنگز، سٹرن، اولئین، پالمٹین، پولی گلسرول ایسٹرز اف لارڈ اور ہائیڈروجنیٹیڈ لارڈ۔(48)

لارڈ کا شرعی حکم:

شرعی طریقے سے ذبح شدہ حلال جانور مثلاً گائے ،بھینس، بکری، بھیڑ اور دنبے وغیرہ کی چربی کا استعمال درست اور جائز ہے۔

خنزیر کی چربی سے تیار شدہ لارڈ اس کے دیگر اجزاء اور اعضاء کی طرح حرام اور ناپاک ہے۔لہذا کسی بھی قسم کی مصنوعات میں اس کا یا اس کے ماخوذات کا استعمال جائز نہیں۔لارڈ چونکہ زیادہ تر خنزیر کی چربی سے تیار کیا جاتا ہے اور اگر کسی حلال جانور کی چربی سے تیار ہوتا بھی ہے تو غیر مسلم ممالک میں اس کو شرعی طریقے سے ذبح کرنے کا عموماً اہتمام نہیں ہوتا، اس لئے جب تک کوئی ٹھوس ثبوت نہ ہو لارڈ کو خنزیر سے ماخوذ اور حرام و ناپاک ہی سمجھا جائے۔البتہ خارجی استعمال کی مصنوعات جیسے صابن، شیمپو وغیرہ میں اکثر و بیشتر انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے اس لیے ایسی مصنوعات کو استعمال کرنا حرام نہیں، اگر چہ ان کے استعمال سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔(49)

کولاجن:

آج کل بلا مبالغہ ہزاروں مصنوعات میں کولاجن یا اس کے ماخوذات استعمال ہورہے ہیں۔کولاجن جانوروں بالخصوص ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کے گوشت اور اتصالی ریشوں میں پائے جانے والے پروٹینز کے ایک گروپ کا نام ہے۔کولاجن کسی بھی جانور سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔البتہ اس کے اہم ترین ماخذ درج ذیل ہیں۔

گائے کی کھال اور ہڈیاں،عطیہ کردہ مردہ انسانی جسم،انسانی آنول ساقط شدہ بچے اور آپریشن وغیرہ میں ضائع ہونے والے انسانی جسم کے ٹکڑے،مچھلی کی کھال اور وہ اعضاء جو عام طور پر مچھلی کا گوشت وغیرہ تیار کرتے وقت پھینک دیئے جاتے ہیں۔مرغی اور دیگر پودے۔

کولاجن کا استعمال:

اس کا سب سے زیادہ استعمال جیلاٹن کی تیاری میں ہوتا ہے۔بعض مشروبات بھی اس سے تیار کئے جاتے ہیں جن کو " کولاجن ڈرنکس " کہا جاتا ہے۔نیز جسم کو طاقت پہنچانے والی کچھ اشیاء مثلا سپلیمنٹ میں بھی اس کا استعمال عام ہے۔کاسمیٹکس سرجری میں بھی اس کا استعمال عام ہے۔چنانچہ مشہور برانڈز Zyderm Zyplast اور Artecoll گائے کے کولاجن پر مشتمل ہوتے ہیں۔جبکہ Autologen اور Allodern نامی سکن فلرز انسانی کولاجن سے تیار کئے جاتے ہیں۔

کاسمیٹکس اور شخصی نگہداشت کی مصنوعات جیسے کریم،لوشن،شیمپو،ہیئر کنڈیشنر،بعض صابن،بالوں کے رنگ اور میک اپ کے سامان میں بھی کولاجن استعمال کیا جاتا ہے۔(50)

کولاجن کا شرعی حکم:

کولاجن کا شرعی حکم یہ ہے کہ حلال ذرائع جیسے مچھلی،پودوں اور حلال مذبوحہ جانوروں سے ماخوذ کولاجن کا استعمال جائز ہے۔اور حرام ذرائع جیسے خنزیر دیگر حرام جانوروں یا غیر مذبوحہ جانوروں اور انسانوں کے ماخوذات ناجائز ہیں۔

جن مصنوعات میں کولاجن استعمال ہوا ہو،اگر ان کے بارے میں کسی مستند ذریعے مثلا (مستند حلال سرٹیفکیشن باڈی کے حلال لوگو) سے معلوم ہوجائے کہ ان میں استعمال کیا گیا کولاجن حلال اور پاک ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے تو ان مصنوعات کو بلا جھجک استعمال کیا جاسکتا ہے۔جس مصنوع کے بارے میں ایسے کسی مستند ذریعے سے تصدیق نہ ہوسکے وہ اگر غیر مسلم ملک میں تیار شدہ ہو اور اس کا تعلق داخلی استعمال سے ہو تو ایسی مصنوع کے ساتھ حرام اور ناپاک مصنوع والا معاملہ کیا

جایئے گا۔کیوں کہ غیر مسلم ممالک میں ابھی تک کولاجن اکثر وبیشتر حرام اور ناپاک ذرائع ہی سے حاصل کیا جاتا ہے۔

خارجی استعمال کی اشیاء جیسے صابن شیمپو اور لوشن وغیرہ میں کولاجن کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔خواہ ایسی اشیاء مسلمانوں کی تیار کردہ ہوں یا غیر مسلموں کی،وجہ یہ ہے کہ ان اشیاء میں اکثر انقلاب ماہئیت ہوجاتا ہے۔

لیکن اگر تقوی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی مشکوک اشیاء کے خارجی استعمال سے بھی اجتناب کیا جائے تو یہ بہتر ہے۔تاہم اگر یقینی طور پر ثابت ہوجائے کہ ان میں ڈالا گیا کولاجن ناپاک ہے تو یہ مصنوعات بھی ناپاک ہوں گی۔(51)

ایڈر ینالن:

قابل اعتراض اجزاء میں سے ایک ایڈرینالن بھی ہے اس کی اہم فنی معلومات وشرعی حکم کے حوالے سے "حلال فاونڈیشن" کی اب تک کی تحقیق کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

تعریف اور عمل:

یہ ایک ہارمون ہے جوقدرتی طور پر گردے کے قریب واقع "ایڈرینل گلینڈز نامی غدود سے نکلتا ہے۔

یہ خوف،دباؤ، غصے اور جوش کے وقت خون کی گردش،دل کی دھڑکن اور نبض کی رفتار میں اضافہ کردیتا ہے۔نیز یہ کاربوہائیٹ ریٹ کے جزوبدن بننے کی رفتار کو بڑھاتا ہے جسم کومزید توانائی فراہم کرتا ہے اور پٹھوں کو متعدی پر ابھارتا ہے تاکہ جسم یا تو خوف دباؤ وغیرہ کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکے یا پھر اس کیفیت سے راہ فرار اختیار کرسکے اسے اپی نیفرن کہتے ہیں۔

استعمال:

اس کا استعمال دوا کے طور پر ہوتا ہے جن امراض کے علاج میں یہ استعمال ہوتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ دل کی دھڑکن بند ہوجانا۔

2۔ اینافلیکس: یہ ایک قسم کی الرجی ہے جو جسم میں خارجی پروٹین یا دوا وغیرہ کے داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات جان لیوا بھی ہوسکتی ہے۔

3۔ برانکوسپازم: اس بیماری میں پھیپھڑوں کے پٹھے سکڑنے کی وجہ سے سانس کی نالی تنگ ہونے لگتی ہے یہ دمہ کی سب سے بڑی علامت ہے۔

4۔ ہائپوگلیسمیا: خون میں شکر کی کمی۔خناق۔خون کا بہت زیادہ بہنا گلے اور ہونٹوں کی سوجن وغیرہ۔

شرعی حیثیت:

ایڈرینالن کے ماخذ مختلف ہیں۔لہذا ماخذ کے اعتبار سے شرعی حکم بھی مختلف ہوگا۔

- اگر یہ مصنوعی طور پر تیار کیا گیا ہو تو یہ حلال اور پاک ہے۔
- اگر یہ کسی جانور سے ماخوذ ہو اور ماہئیت بدل چکی ہو تو یہ بھی حلال اور پاک ہے۔
- اگر یہ کسی جانور سے ماخوذ ہو اور ماہئیت تبدیل نہ ہوئی ہو تو اس کا استعمال درست نہیں۔

کیوں کہ اگر یہ خنزیر سے ماخوذ ہو تو اس کا تو اس کا ہر ہر جزو،عضو حرام اور ناپاک ہے اور اگر یہ گائے یا بھیڑ وغیرہ حلال جانور سے ماخوذ ہو تو اس کا استعمال اس لئے ناجائز ہے کہ یہ جزو ترکیبی جانور کے غدود سے حاصل کیا جاتا ہے اور غدود حلال اور شرعی طور پر ذبح شدہ جانور کے بھی مکروہ تحریمی ہیں۔

مجبوری کی حالت میں حکم:

اگر مریض کی جان جانے کا ڈر ہو یا اس کا کوئی عضو بیکار ہونے کا ڈر ہو اور اس وقت اس کا کوئی متبادل دستیاب نہ ہو سکے یا متبادل تو موجود ہو لیکن ماہر دیانتدار ڈاکٹر یہی دوا تجویز کرے تو ایسی صورت حال میں جانور سے ماخوذ ایڈرینالن کو بقدر ضرورت استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔(52)

فوڈ ایڈیٹوز:

موجودہ دور میں تجارتی پیمانے پر جو غذائیں یا مشروبات تیار شدہ حالت میں فروخت ہوتی ہیں،ان کے اجزاء ترکیبی کو اگر جانچا جائے تو اس میں دو قسم کی اشیاء شامل ہوتی ہیں:

ایک تو غذا ہوتی ہے جسے ہم فوڈ کہتے ہیں۔دوسرے غذا میں شامل کئے جانے والے کچھ اضافی اجزاء بھی ہوتے ہیں جن کو فوڈ ایڈیٹوز کہتے ہیں۔فوڈ ایڈیٹوز غذا میں شامل کیے جانے والے ایسے اضافی اجزاء ہیں جو غذا میں ذائقہ بڑھانے،اسے خوشنما بنانے اور اسے محفوظ کرنے سمیت کئی مقاصد کے لیے شامل کیے جاتے ہیں۔غذائی اجزاء کے تقابل میں ان اضافی اجزاء کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ فوڈ ایڈیٹوز سے مراد ایسی اشیاء ہیں جن میں غذائی قدر مفقود یا معمولی ہوتی ہے لیکن انہیں غذائی اشیاء یا جانوروں کی خوراک کی تیاری میں یا ان کو ذخیرہ کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ماخذ کے اعتبار سے فوڈ ایڈیٹوز کی اقسام:

ماخذ کے اعتبار سے ایڈیٹوز کی تین قسمیں ہیں: 1: قدرتی 2: قدرتی سے مماثل 3: مصنوعی

تینوں کی تعریفات درج ذیل ہیں:

قدرتی ایڈیٹوز:

قدرتی ایڈیٹوز سے مراد وہ ایڈیٹوز ہیں جو کسی غذائی مواد میں قدرتی طور پر پائے جاتے ہیں اور جنہیں اس غذائی مواد سے نکال کر کسی دوسرے مواد میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر چقندر کا رس اپنے تیز ارغوانی رنگ کے سبب دوسری غذاوں مثلا مٹھائیوں کو رنگ دار بنانے کیلیئے استعمال ہوسکتا ہے۔

قدرتی سے مماثل ایڈیٹوز:

قدرتی سے مماثل ایڈیٹوز سے مراد وہ ایڈیٹوز ہیں جو انسانوں نے قدرتی ایڈیٹوز کی نقل کے طور پر تیار کیے ہوں، مثال کے طور پر بینزوئک ایسڈ قدرتی طور پر پایا جانے والا ایک ایسا مادہ ہے جسے مصنوعی طور پر بھی تیار کیا جاتا ہے اور محافظ جزو کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

مصنوعی ایڈیٹوز:

اس سے مراد وہ ایڈیٹوز ہیں جو مصنوعی طور پر تیار ہوتے ہیں اور قدرتی طور پر نہیں پائے جاتے۔ مثلا نیسن جو دودھ کی مصنوعات اور پڈنگ وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔

مقصد استعمال کے لحاظ سے فوڈ ایڈیٹوز کی اقسام:

فوڈ ایڈیٹوز میں غذائیت معدوم یا معمولی ہونے کے باوجود چونکہ ان کو غذا میں متنوع مقاصد کے لئے شامل کیا جاتا ہے، اس لئے ان مقاصد کے اعتبار سے بھی ان کے مختلف نام اور اقسام ہیں۔ مثلا آئس کریم، چاکلیٹ اور مارجرین وغیرہ میں پانی اور تیل دونوں کر باہم ملانے کے لیے جو فوڈ ایڈیٹو استعمال ہوتا ہے اس کو ایملسیفائر کہا جاتا ہے۔ تو گویا مقصد استعمال کے اعتبار سے ایڈیٹوز کی ایک قسم ایملسیفائر ہیں جن کا کام یہ ہے کہ وہ آپس میں نہ ملنے والی چیزوں (جیسے پانی اور تیل) کو باہم ملاتے ہیں۔ ایملسیفائر کے طور پر آج کل غذاوں میں درج ذیل چار فوڈ ایڈیٹوز ملائے جاتے ہیں۔ سویا لیسی تھین، انڈے کی زردی، پولی سوربیٹس، سوربیٹین مونو اسٹیریٹ۔

ایڈیٹوز کے مقاصد:

ایڈیٹوز متنوع مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں۔

غذا کو استعمال کے وقت تک صحت بخش رکھنا۔غذا کی ظاہری حالت یا ذائقہ کو بہتر بنانا۔اس بات کو یقینی بنانا کہ غذا کو بسہولت ذخیرہ یا استعمال کیا جا سکتا ہے۔غذا کی قیمت کو مقابلیاتی سطح پر رکھنا۔غذا کو زیادہ صحت افزاء بنانا (یعنی اس کو زیادہ وٹامنز یا کم چربی کا حامل بنانا) غذا کے بنانے اور تیاری میں مدد دینا۔(53)

ای نمبرز E_Number:تعریف:

ای نمبرز بھی ایڈیٹوز ہی ہیں، چنانچہ ای نمبرز سے مراد وہ فوڈ ایڈیٹوز ہیں جن کو یورپی یونین نے منظور کر کے خاص خاص نمبرز دے دیئے ہیں۔ان نمبرات کے شروع میں انگریزی حرف ای، سے لفظ یورپ ہی کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

نام کی جگہ کوڈز لکھنے کی وجہ یا فوائد:

ای نمبرز کا نظام یورپی یونین میں مستعمل مختلف زبانوں کے تناظر میں منظور شدہ ایڈیٹو کو لیبل پر درج کرنے کے ایک آسان اور باسہولت طریقے کے طور پر شروع ہوا چونکہ یہ کوڈز اعداد کی شکل میں ہیں، اس لئے ایک تو یہ ہر زبان کے لوگوں کے لیے قابل فہم ہیں، دوسرے یہ کوڈز مصنوع یا اس میں مستعمل اجزاء کے محفوظ ہونے پر بھی دلالت کرتے ہیں، کیوں کہ کسی ایڈیٹوز کو ای نمبر دینے کے لیے ضروری ہے کہ یا تو ایس سی ایف نامی ادارے نے، یا یورپین فوڈ سیفٹی اتھارٹی نے اس ایڈیٹوز کے محفوظ ہونے کی مکمل جانچ پڑتال کی ہو۔تیسرے ان کوڈز کا یہ فائدہ بھی ہے کہ یہ لیبل پر کم جگہ گھیرتے ہیں۔

ای نمبرز کا تاریخی پس منظر:

ان ایڈیٹوز کو ضابطے میں لانے اور صارفین کو ان سے آگاہ کرنے کے لئے ہر ایڈیٹو کو ایک منفرد نمبر دیا جاتا ہے۔شروع شروع میں ان "ای نمبرز کو یورپین اکنامک کمیونٹی نامی ادارے نے تشکیل دیا تھا۔اس وقت یہ یورپ میں استعمال ہونے والے تمام منظور شدہ ایڈیٹوز کے لئے استعمال ہوتے تھے۔نمبروں کی اس سکیم کو اب '' کوڈیکس ایلیمنٹریئس کمیشن "نے قطع نظر اس کے کہ یہ استعمال کے لیے منظور شدہ ہیں یا نہیں، اپنا بھی لیا ہے اور اس میں توسیع بھی کی ہے، تاکہ تمام ایڈیٹوز کو بین الاقوامی سطح پر الگ الگ شناخت کیا جا سکے۔یونائیٹڈ سٹیٹس فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن نے ان ان ایڈیٹوز کی "جنرلیریل گنائزڈ ایز سیف کے تحت فہرست تیار کی ہے اور ان کا اندراج یو ایس کوڈ آف فیڈرل ریگولیشنز کو پیش نظر رکھ کر ان کے کیمیکل

ایکٹ سروز نمبر اور ایف ڈی اے ریگولیشن دونوں کے تحت کیا گیا ہے۔

فوڈ ایڈیٹوز اور ای نمبرز کا اصولی شرعی حکم:

فوڈ ایڈیٹوز یا ای نمبرز کے اصولی شرعی حکم کی ایک تعبیر یہ ہے کہ ایسے اجزاء یا تو نباتات اور معدنیات سے حاصل ہوں گے اور یا پھر حیوانات اور ان کے ذیلی اجزاء جیسے دودھ اور انڈوں وغیرہ سے ماخوذ ہوں گے۔

ان دونوں صورتوں میں شرعی حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ نباتات یا معدنیات سے ماخوذ ہوں تو ایسے فوڈ ایڈیٹوز یا ای نمبرز اس شرط پر حلال ہیں کہ وہ نشہ اور یا غیر معمولی حد تک مضر صحت نہ ہوں۔ واضح رہے کہ کھجور یا انگور سے بنایا گیا الکحل ہر حال میں حرام ہے خواہ اس میں نشہ یا مضرت ہو یا نہ ہو۔

اگر ای نمبرز یا ایڈیٹوز حیوانات سے ماخوذ ہوں تو ایسے فوڈ ایڈیٹوز یا ای نمبرز اس وقت حلال ہوں گے جبکہ وہ ایسے حلال جانور سے حاصل کیے گئے ہوں جس کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہوں۔ اسی طرح جو فوڈ ایڈیٹوز یا ای نمبرز جانوروں کے دودھ یا پرندوں کے انڈوں سے بنے ہوں ان کے حلال ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ دودھ اور انڈے جن جانوروں سے حاصل کیے گئے ہوں، وہ جانور حلال ہوں۔ ایک اور اصولی تعبیر یہ بھی ھوسکتی ھے کہ اگر کسی فوڈ ایڈیٹوز یا ای نمبرز میں نجاست، اسکار، مضرت، استخباث اور کرامت وغیرہ اسباب حرمت میں سے کوئی سبب پایا جائے تو وہ حرام ہوگا ورنہ حلال۔ (54)

خلاصہ یہ کہ ایڈیٹوز کے شرعی حکم کے سلسلے میں ان کے سورس اور اثرات دونوں چیزوں کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

خاتمہ کلام:

یہ بات کسی ذی شعور انسان پر مخفی نہیں کہ سائنسی ترقی کے اس دور جدید میں جہاں بہت سی دیگر ایجادات ہوئی ہیں، وہاں یہ بھی سائنس ہی کی ترقی کا ایک کرشمہ ہے کہ کھانے، پینے، پہننے اور دیگر جسمانی استعمال کی بے شمار اشیاء مصنوعی طریقے پر تیار کی جانے لگی ہیں۔ اس انقلاب کے نتیجے میں جہاں انسانی ضرورت کی ان اشیاء میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ وہاں ان مصنوعات کے معیار، رنگوں، ذائقوں اور کوالٹی میں ایسا تنوع آگیا ہے کہ ان سے انسانی ضرورت سے آگے بڑھ کر انسانی ذوق کی تسکین کا بھی کافی حد تک سامان فراہم ہو گیا ہے۔ لیکن اس صورت حال کا یہ نقصان دہ پہلو بھی سامنے آیا ہے کہ کثرت کے ساتھ مصنوعات میں حرام اجزاء ترکیبی کی ملاوٹ ہونے لگی ہے۔ یہ ملاوٹ ایسے طریقے سے ہوتی ہے کہ تیار کردہ چیز میں حرام اجزاء کا پتہ چلانا ایک عام صارف کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ یہ صورت حال ظاہر ہے کہ ہم مسلمانوں کے

لیے حد درجہ پریشانی اور فکرمندی کا باعث ہونا چاہیئے کیونکہ اسلام ہمیں حلال اختیار کرنے اور حرام سے بچنے کا سختی سے حکم کرتا ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (55)

''اے لوگو زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاو اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو یقیناوہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے:

''وہ جسم جنت میں داخلہ کا حقدار نہیں جس کو حرام سے غذا دی گئی ہو''۔(56)

ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لیے دعا فرمایئے کہ میں مستجاب الدعوات ہوجاوں (یعنی جو دعا کروں وہ قبول ہوجایا کرے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد اپنا کھانا پاک بنالو، مستجاب الدعوات ہوجاوگے، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور جس شخص کا گوشت حرام مال سے بنا ہو اس کے لائق تو جہنم کی آگ ہی ہے۔(57)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں حلال وحرام کا یہ روحانی اثر تو ظاہر ہے کہ حلال کھانے پینے سے انسان مستجاب الدعوات بنتا ہے، جبکہ حرام سے دعائیں اور عبادات رد ہونے کے علاوہ انسان جنت میں داخلے کا مستحق بھی نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں حرام خوری کے انسان کے جسم اور روح پر مادی اور دنیوی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ آج جو ہم مسلمان اجتماعی طور پر طرح طرح کی پریشانیوں کا شکار ہیں اور باوجود عبادات اور دعاوں کے ہماری مصیبتیں اور پریشانیاں کم نہیں ہورہی ہیں، اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ حرام اشیاء اور مصنوعات اس کثرت سے استعمال ہونے لگی ہیں کہ شاید ہی کوئی گھر اس سے بچا ہو۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہونا چاہئے کہ جب تک ہماری غذاؤں، ملبوسات اور معاملات وغیرہ کو حرام سے پاک نہیں کریں گئے، ہماری یہ مشکلات اور پریشانیاں کم نہیں ہوں گی۔

حوالہ جات:

1. التعریفات الفقہیہ ،مفتی سید محمد عمیم الاحسان مجددی، دارالکتب العلمیۃ ،بیروت۔طبعة 2003۔
2 ۔ سورت الانعام:138:
3۔ اسلام میں حلال وحرام،علامہ یوسف قرضادی،مترجم شمس پیرزادہ،ص:۳۰۔۲۹، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۳
4 ۔ سورت الجاثیہ:13
5۔ سورت القمان:20
6۔ مستدرک الحاکم: حدیث نمبر:3119،ابو عبداللہ الحکم النیشاپوری، دارالکتب العلمیۃ ،بیروت،1990
7۔ سورت التوبہ:31
8۔ سورت الشوری:21
9۔ سنن ترمذی: حدیث نمبر:5093،علامہ ابوعیسی ،مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی،کراچی
10۔ سورت یونس:59
11 ۔ اسلام میں حلال وحرام ،علامہ یوسف قرضادی ،مترجم شمس پیرزادہ،ص، 36-35 ،اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور،1983
12 ۔ صحیح مسلم، باب ھلک المتطعون :ص:228ابوالحسن مسلم، بن حجاج القشیری، قدیمی کتب خانہ ،کراچی،1906
13۔ القران: سورت المائدہ:103
14۔ حلال وحرام فقہی قواعد وضوابط اور شرعی احکام ،سید عابد شاہ، تقریظ مفتی محمد،صفحہ 53 ،ادارۃ النور کراچی
15۔ ایضاً صفحہ 58
16.۔ ایضاً صفحہ 61
17۔ ایضاً صفحہ 63
18۔ ایضاً صفحہ 101

19۔ سنن دارقطنی ،ابوالحسن علی بن عمر،الدارقطنی ،حدیث474 مترجم حافظ فیض اللہ ،ادارہ اسلامیات لاہور

20۔ سورۃ البقرہ:الایۃ 195

21۔ حلال وحرام فقہی قواعد وضوابط اور شرعی احکام ،سید عابد شاہ،تقریظ مفتی محمد،صفحہ 121،ادارۃ النور کراچی

22۔ ایضاً صفحہ 132

23.۔ ایضاً صفحہ 155

24۔ ایضاً صفحہ 164

25۔ ایضاً صفحہ 169

26۔ ایضاً صفحہ 302

27۔ ایضاً صفحہ 307

28۔ Encyclopedia of food science Volume 2:pg 287,1992 andTechnology

29۔ فقۃ البیوع، المذاہب الأربعة، مفتی محمد تقی ،مکتبہ دارالعلوم ،کراچی

30۔ حلال وحرام فقہی قواعد وضوابط اور شرعی احکام ،سید عابد شاہ،تقریظ مفتی محمد،صفحہ 329،ادارۃ النور کراچی

31۔ Natural colors carmine &cochineal by Angelflinn ,http#gentleword.org/natural-colors carmine ,2010,

32۔ حلال وحرام فقہی قواعد وضوابط اور شرعی احکام،سید عابد شاہ،تقریظ مفتی محمد،صفحہ 356،ادارۃ النور کراچی

33۔ تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق امام فخر الدین عثمان بن علی، ج'1:ص 267 دار الکتب العلمیۃ ،طبعہ اولی ،1440ء

34۔ حلال وحرام فقہی قواعد وضوابط اور شرعی احکام ،سید عابد شاہ،تقریظ مفتی محمد،صفحہ 362،ادارۃ النور کراچی

35۔ الموسوعۃ الفقہیۃ:ج ا:ص34،وزارۃ الاوقاف والشووؤن الاسلامیۃ،طبعہ اولی،1994ء

36۔ کتاب الفتاوی:ج5:ص672،مولانا خالد یوسف اللہ رحمانی،،زمزم پبلشرز،2007ء

37۔ http#Shariahndbiz.com 6/30/2022

38۔ ایضاً

39۔ حلال وحرام فقہی قواعد وضوابط اور شرعی احکام ،سید عابد شاہ،تقریظ مفتی محمد،صفحہ 376-377،ادارۃ النور کراچی

40۔ ایضاً صفحہ 378

41۔ ایضاً صفحہ 379

42۔ ایضاً صفحہ 380

43۔ ایضاً صفحہ 382

44۔ ایضاً صفحہ 383-384

45۔ ایضاً صفحہ 385

46۔ احسن الفتاوی: ج8:ص484،مفتی رشید احمد لدھیانوی،طبع اول،ایچ ایم سعید کمپنی،کراچی

47۔ ایضاً: ج8،ص484

48۔ http#Shariahndbiz.com 5/7/2022

49۔ ایضاً

50۔ http#Shariahndbiz.com 10/7/2022

51۔ ایضاً

52۔ http#Shariahndbiz.com 12/7/2022

53۔ حلال وحرام فقہی قواعد وضوابط اور شرعی احکام ،سید عابد شاہ،تقریظ مفتی محمد،صفحہ 391-393،ادارۃ النور کراچی

54۔ ایضاً،صفحہ 397-399

55۔ سورۃ البقرہ۔-128

56۔ مجمع الزوائد، البیھقی ،نورالدین،علی بن ابوبکر،ص:19-18 دار الفکر، بیروت

57۔ جامع الاحادیث للسیوطی: جلال الدین ،عبدالرحمان،حدیث 3068

14. Asifa Quaraishi, Her Honor: An Islamic Critique of the Rape Laws of Pakistan from a Woman-Sensitive Perspective- -United States Court of Appeals for the Ninth Circuit
15. Ansar Abbasi , Pakistan ranks 130 out of 139 countries in adherence to rule of law, THE NEWS, October 19, 2021 https://www.thenews.com.pk/print/901483-pakistan-ranks-130-out-of-139-countries-in-adherence-to-rule-of-law
16. What you need to know about the Zainab Alert Bill, GEO NEWS, Jan 11 2020 https://www.geo.tv/latest/266840-what-you-need-to-know-about-the-zainab-alert-bill
17. Nadir Guramani, Senate passes Zainab Alert Bill amid objections from opposition lawmakers, Dawn.com, March 4, 2020
18. Arhama Siddiqa ,The complex state of women's suffrage in Pakistan, The Asia Dialogue, 17 September 2018 https://theasiadialogue.com/2018/09/17/the-complex-state-of-womens-suffrage-in-pakistan/
19. Ommara Raza Ali and Hannah Hilali, EMPOWERING GIRLS THROUGH EDUCATION IN PAKISTAN, OPPURTINITY EduFinance, April 15, 2021 https://edufinance.org/latest/blog/2021/empowering-girls-through-education-in-pakistan
20. United Nations Economic and Social Commission for Western Asia- Beijing+5 https://archive.unescwa.org/sub-site/beijing5
21. World Conferences on Women https://www.unwomen.org/en/how-we-work/intergovernmental-support/world-conferences-on-women
22. National Commission on the Status of Women https://www.ncsw.gov.pk/Detail/MWI0MzkwYjgtYTg4ZC00NDFiLTg3YWItYzA0ZWUzZjQwNWVm
23. Status of Women in Islam https://www.ohio.edu/orgs/muslimst/downloads/brochures/Status_of_Women_in_Islam.pdf
24. Here's What You Need to Know about Property Rights of Women in Pakistan, zameen blog, January 19, 2021 https://www.zameen.com/blog/property-rights-women-pakistan.html
25. Naveeda Noreen , Prof. Dr. Razia Musarrat, Protection of women rights through legal reforms in Pakistan, Journal of Public Administration and Governance, December 27, 2013 Https://www.macrothink.org/journal/index.php/jpag/article/viewFile/5059/_8
26. Syed Mohammad Ali, Securing land rights for Pakistani women, The Express Tribune, December 07, 2018 Https://tribune.com.pk/story/1861646/securing-land-rights-pakistani-women

REFERENCES:

1. The Constitution of Pakistan Http://www.pakistani.org/pakistan/constitution/
2. Asma Mushtaq. Munazza Razzaq ,Shagufta Omar, Constitutional and Legal Rights of Women in Pakistan, Aid Trust, 8th March, 2013 https://papers.ssrn.com/sol3/papers.cfm?abstract_id=2484371
3. ANI, May 24 2021 https://www.aninews.in/news/world/asia/gender-disparity-in-pak-healthcare-system-contributing-to-dismal-health-of-women20210524183443/
4. Sanchita Bhattacharya, Status of women in Pakistan http://pu.edu.pk/images/journal/history/PDF-FILES/7v51_No1_14.pdf
5. UNICEF Data warehouse https://data.unicef.org/resources/data_explorer/unicef_f/?ag=UNICEF&df=GLOBAL_DATAFLOW&ver=1.0&dq=PAK.MNCH_MMR.&startPeriod=1970&endPeriod=2021
6. Nushmiya Sukhera ,How Pakistan Failed Its Women, The Diplomat, August 3, 2021 https://thediplomat.com/2021/08/how-pakistan-failed-its-women/
7. KOSAR BANO & KANWAL WAQAR, The long road to gender equality in Pakistan's labour force, ICIMOD, 23 JUN 2020 https://www.icimod.org/article/the-long-road-to-gender-equality-in-pakistans-labour-force/
8. Ismail Sheikh, Pakistan's domestic violence bill: Who is opposing it and why?, SAMAA , Jul 7, 2021 https://www.samaa.tv/video/2021/07/senate-passed-a-bill-on-domestic-violence/
9. SUNNAH.COM https://sunnah.com/tirmidhi:1162
10. Does Islam allow men to beat their wives?, ONEPATH, JULY 31, 2018 https://onepathnetwork.com/does-islam-allow-men-to-beat-their-wives/?gclid=CjwKCAiAtdGNBhAmEiwAWxGcUrZ7OAflJ85Zrg6_g7dqt9C_VaC7r4dbpbz-pC2rRrCRBlIhdgFYohoCkNUQAvD_BwE
11. Rizwan Shehzad, President Alvi approves new anti-rape ordinance, Tribune, December 15, 2020 https://tribune.com.pk/story/2276050/president-alvi-approves-new-anti-rape-ordinance
12. Nabila Feroz Bhatti, LAW: WILL THE NEW LAW STOP RAPES?, DAWN, January 10, 2021 Https://www.dawn.com/news/1600733
13. Quran.com Https://quran.com

CONCLUSION:

In Pakistan a large portion of the society is fighting for the cause of women rights and women empowerment. Now, no government can afford to ignore the women's rights because today women have realized their position and status and they will condemn all the actions which will go against towards curtail their position and rights. There is a dire need to make new laws for the women's economic opportunities, employment and social security. The most important component of women empowerment is legal empowerment which guarantees protection of social, economic and cultural rights of women. There is sufficient legislation available for the protection of women rights in the country. Women are still becoming victims of attempted rape, domestic violence and sufferings at workplaces. They are reluctant to register their complaints due to fear of being defamed in the society and family pressure. The law enforcement agencies are required to be rehashed. Women have lack of confidence upon justice dispensation system. A better implementation mechanism is required for the protection of women rights and making them legally empowered.

While conducting research on this topic, which in my opinion is a burning issue and dire need of the society and being a woman, for me too, I realized that situation is becoming worse. Our women, on whom our future depends is suffering, deprived off their rights and has lost her dignity but also on the other hand being exploited by the western communities in the name of protection of rights. This has made a dilemma, between right and wrong and eventually Islam and Liberalism. The social anarchy caused due to this injustice have given smooth way to movements in the name of feminism, organizing 'Aurat March' and other such platforms to highlight women issues which are deliberately misleading women of Muslim society.

Pakistan still contains sparks of moral values and religious integration in the society. This need to be protected as it is the ray of hope for our rehabilitation. Providing public awareness regarding women's rights and educating the society with Islamic teaching and vales will provide basis for moral strength and respect for Women as a dignified member. On the other hand, effective legislations and progressive implementation of the existing ones must be assured. Aiming for the prosperity of the nation through elevating women, we hope to make our country an exemplary place for peace and security of every being, a place to exercise Islam with its full spirit by making it truly 'Islamic Republic of Pakistan'.

Following are my personal recommendations to encounter women crisis and restore their rights in Pakistan:

- Government of Pakistan must reform their lawmaking process and inclinations. The most crucial department which regulates the society is sadly controlled by people not prudent enough and lack basic Islamic education. The individuals involved in legislation must prefer Islamic laws and provisions as final decree.
- Every legislation must be scrutinized over ground realities and proper mechanism for their enforcement must also be formulated at the instance.
- Islamic laws and punishments must be implemented with confidence. They are a source of deterrence and just treatment for the guilty. Upon their practice, our society will experience peace and security as promised.
  In Quran Allah (SWT) says,
  ”and do not let pity for them make you lenient in ˹enforcing˺ the law of Allah, if you ˹truly˺ believe in Allah and the Last Day. And let a number of believers witness their punishment.” (Surah Noor 24:2)
- The misconception of self-pity in women must be removed first regarding their social status. Allah (SWT) has dignified them in every form, making them the queen of their homes and given with the worthy responsibility of raising the future generations. Hence they must feel elevated and honored, restraining anyone from exploiting their existence.
- Women must be made aware of their legal rights at every level. This does not mean making them independent, but resilient and able to stand for themselves. For this, the clauses of the Constitution that speak for women's rights must be taught at secondary level.
- Women must be educated with Islamic teaching about their rights and regulations in every role. They must be able to prioritize between their roles, hence giving their better contribution to the society.
- To avoid rape incidents, men must be educated and trained to respect women present in their surrounding in every role.
- Government must provide women with safe environment for work and their expression of their skills.
- Women healthcare must be prioritized by allocating sufficient national budget for it and restoring facilities for their treatment at local health centers.
- A multidimensional strategy of awareness must be spread amongst families to allow women to own land, and amongst women themselves to demand their right to own land. The state must also do its bit to address documentation and other legal impediments which continue to undermine women's land ownership.

of different allocated roles of men and women which are not discriminatory for both of them. It lacks proper understanding of maternity as a social function and the recognition of the common responsibility of men and women in the upbringing and development of their children.

7. Article 16 presents similar demand for equality of every form in marriage which is contradictory to Islamic role balancing prescribed by Allah Almighty which is according to natural flow and system of a family. Islam is the only religion which has elevated women's status without degrading men. Hence, making them companions rather than opponents.
8. Article 11 talks about equal opportunity for employment for both men and women. Here a point must be made clear that employment is a necessity, not a right. Developed countries like Singapore has also criticized this statement. Every job does not demand equal placement of men or women. Opportunity for both sexes cannot be decided by own will.
9. Article 15 seems to be a positive initiative but it imposes a certain culture over all others. In a Muslim society, wife cannot bear domicile or residence different from her husband. This is only applicable for single or divorced women, not for married.
10. Provision related to Girl Child apparently claims for the protection and welfare of minor girls but in reality it aims for horrific impacts. It targets Muslim family system and Islamic society. Girls from under privileged countries are encouraged to be independent to live their life as they wish, without any social or moral boundaries. The West has lost its family system, moral values and norms and is bearing its devastating after effects in the form of a free broken society. In an Islamic society, every girl is a responsibility of her household men (father, brother or guardian).

RECOMMENDATIONS:

Violence against women and girls is a grave violation of human rights. Occurring in public and private places, it has many forms, ranging from domestic and violence to sexual harassment and assault, trafficking, sexual violence and gender-related killing. It negatively affects women's general wellbeing and prevents women from fully participating in society. Violence not only has negative consequences for women but also their families, the community and country.

Pakistan has several laws and policies against various forms of violence. Challenges remain however in implementing these measures. Many women still lack access to free or affordable essential services in sectors such as health, police, justice and social support to ensure their safety, protection and recovery.

Amidst this situation, it is necessary to remain optimistic and remap our directions in order to build a secure future for our women.

government in the implementation of international instruments and obligations. The Government of Pakistan has undertaken commitments at various national and international forums to guarantee women's rights. Internationally, as an apex women's machinery, it regularly represents Pakistan at the CSW sessions, as well as at the CEDAW committee hearings and conferences as and when required by the Government. As a custodian, the NCSW's functions include ensuring compliance with Pakistan's Constitutional guarantees and international commitments related to women's rights; to examine and review laws, policies, programs and monitor implementation of laws for the protection and empowerment of women; facilitate the government in the implementation of international instruments and obligations; interact and work with the lawmakers, provincial governments and experts; and uphold the role of a responsive institution to victims of violence, among others.

Analysis:

NCSW (National Commission on Status of Women) presents its proposals which are completely based on the agreements of CEDAW (Convention on the Elimination of all forms of Discrimination Against Women). Some flaws can be clearly identified in its design and implementation:

1. CEDAW defines discrimination in a biased way, as it discriminates among the religions. It has vague policies and domination of one culture Over Others.
2. Rights and obligations given in religious ideologies are viewed as discrimination. For example, in Islam the right to divorce given to men, women's share in inheritance in Islam, Muslim women can only marry Muslim men but Muslim men can marry any women from the people of the Book etc. are listed as discrimination against women. Religion must be perceived as a whole. Society will only strengthen if Islamic way of life and laws are regulated and punishments are enforced for deterrence.
3. Natural human psychological behavior is denied. Artificial compatibility is created through propagandas which are leading women towards extreme enmity towards men.
4. It aims to make women equal to men in every social race, prohibiting any kind of discrimination against them (Article 2). This equality is a negation of the physical and psychological difference of both sexes.
5. According to CEDAW, the only problems raised regarding women are violence and secondary rights. Their actual problems such as education, family issues and lack of awareness, deprivation from property are not highlighted.
6. According to Article 5, the superiority of either of the sexes or on stereotyped roles for men and women should be eliminated. This legislation is disturbing the family hierarchy and is erasing the boundary

international cooperation in promoting and encouraging respect for human rights and for fundamental freedoms for all without distinction of sex. By the terms of the 'Charter' which is the first international instrument to refer specifically to human rights and to the equal rights of men and women, all members of the United Nations are legally bound to strive towards the full realization of all human rights and fundamental freedoms.

The United Nations has organized four world conferences on women. The 1995 Fourth World Conference on Women in Beijing marked a significant turning point for the global agenda for gender equality. The Beijing Declaration and the Platform for Action, adopted unanimously by 189 countries, is an agenda for women's empowerment and considered the key global policy document on gender equality. It sets strategic objectives and actions for the advancement of women and the achievement of gender equality in 12 critical areas of concern.

- Women and poverty
- Education and training of women
- Women and health
- Violence against women
- Women and armed conflict
- Women and the economy
- Women in power and decision-making
- Institutional mechanism for the advancement of women
- Human rights of women
- Women and the media
- Women and the environment
- The girl-child

A special session of the General Assembly entitled “Women 2000: gender equality, development and peace for the twenty-first century” was held in New York in June 2000. This session was dedicated to examining progress achieved in the implementation of the Beijing Platform for Action and also provided an opportunity for Governments, the United Nations system and civil society to share and compare experiences, to renew old commitments and make new ones and to examine obstacles encountered as well as good practices to identify additional measures and initiatives to speed up the process of implementation.

The National Commission on the Status of Women (NCSW) came into existence through a presidential ordinance and was established by the NCSW Act, 2012 as a financially and an administratively autonomous statutory body. It is an outcome of the national and international commitments of the Government of Pakistan like the Beijing Declaration and the Platform for Action, 1995; and the National Plan of Action (NPA) for Women, 1998. The basic role of NCSW is to examine and review laws, policies, programs and monitor the implementation of laws for the protection and empowerment of women, and to facilitate the

- Dowry and Bridal Gifts (Restriction) Act, 1976
- Dowry and Bridal Gifts (Restriction) Rules, 1976

Analysis:

The main aim of this ordinance was to discourage polygamy and regulate divorce. These bills were made with good 'intentions' to provide protection to women in the realm of family law, the law, along with the others continues to have lacunas that discriminate against women and did not measure up to the expectations of the women who had struggled on its behalf. Amendments made to the 'Family Courts Act' in 2002 proved to be a lot more positive. Concrete and welcomed changes were made to make it easier for women to get a 'khula' within a specified time-period, and courts are now mandated to complete a case of divorce and other related issues such as maintenance and guardianship within six months.

Upon analysis with reference to Islamic provisions, some of these acts are contradictory to Islamic values and teachings.

The Child Marriage Restraint Act, 1929 is repugnant to the Injunctions of Islam. The Sindh Assembly passed a law which made marriage to a female under the age of 18 punishable by up to three years in prison. For wedding, Islam really hasn't provided a definite age, whether for the men or even for the women. Be it as it can, Islam has lately recommended considering marriage at a young age. Since marriage may keep a person from sins at a youthful age.

There are also many benefits of marriage at a young age, such as possessing both physical and otherworldly integrity. Virtuousness is known as one of Islam's most important things. Till they get married, a good Muslim must have the capability to control his celibacy. A Muslim guards his celibacy well by getting married early. In Islam, the age of marriage is when the child hit Puberty. They consider this as age for the marriage because according to Islam when they hit puberty they become mature and are able to handle the burden of the marriage.

Restraining marriage at early age open doors to fulfillment of desires through unlawful means. In the age of increasing vulgarity, it is necessary to guard our chastity through halal ways i. e marriage.

The Muslim Laws Ordinance, 1961, bounds men to seek permission from his previous wife(s) for second marriage. This practice is not prescribed through sharia laws. Husband is not bound for the permission, neither is he guilty of another marriage as long as he maintains equality among the wives.

Pakistan's International Commitments on Women Rights and Gender Equality

Equality of rights for women is a basic principle of the United Nations. The Preamble to the Charter of the United Nations sets as one of the Organization's central goals the reaffirmation of 'faith in fundamental human rights', 'in the dignity and worth of the human person', 'in the equal rights of men and women'. Article 1 proclaims that one of the purposes of the United Nations is to achieve

punished with imprisonment for either description for a term which may extend to ten years but not be less than five years or with a fine of one million rupees or both.”

The division of inherited property in Pakistan depends on the number of legal heirs and their gender.

Contrary to popular belief, women in Pakistan have a right to own a property.

1. Dower (Mehr): It is a gift a husband is bound to pay his wife. The form of Mehr and its quantity is generally decided by the families of the bride and groom.
2. Gift deed or Will: Under the law, a woman doesn't need to inform her legal heirs or obtain their consent to dispose of 1/3rd of her legally owned property in Pakistan. However, if the Will favours one of the legal heirs or exceeds 1/3rd of the estate, the consent of other legal heirs is needed.

Analysis:

Though the constitution allows equal property ownership rights to women, a large number of women across the country are forced to let go of their share in inheritance in the favour of male family members. Owing to certain social and cultural restrictions along with a general lack of awareness regarding the issue, most women in the Pakistani society don't know their own property rights or how to effectively exercise them

Despite women's rights on property in Pakistan being concise and clear, it is still considered somewhat of a grey area. Social awareness at large level is needed to educate women about their due property rights so that they may not be deprived off them.

2. Rights provided to women under Family Law:

Muslim family laws prevailing in the country may be divided into 15 categories as mentioned below:

- The Divorce act, 1869
- The Special Marriage Act, 1872
- The Birth, Deaths and Marriages Registration Act, 1886
- The Guardians and Wards act, 1890
- The Marriages Validation Act, 1892
- The Foreign Marriages Act, 1903
- Child Marriage Restraint Act, 1929
- The Dissolution of Muslim marriages Act, 1939
- The Muslim Laws Ordinance, 1961
- West Pakistan Rules Under The Muslim Family Laws Ordinance, 1961
- West Pakistan Family Court Act, 1964
- West Pakistan Family Court Rules, 1965

Written communication or physical conduct of sexual nature or sexually demeaning attitudes, causing interference with work performance or creating an intimidating, hostile or offensive work environment or the attempt to punish the complainant for refusal to comply to such a request or is made a condition for employment*"*

Pakistani women face harassment at streets, at homes, at workplaces and at public places. Women could not utilize their abilities in well manner due to the harassment, it had made working environment very uneasy for women.

Analysis:

This Act looks like just another piece of cosmetic legislation that is blinkered in its application. Rather than addressing issues of harassment in all its manifestation in a holistic manner, the Act is a myopic piece of legislation that focused only on a minute faction of harassment. any misdemeanor, behavior, or conduct unbecoming of an employee, or employer at the workplace towards a fellow employee or employer in any organization may it be generically classifiable harassment was not actionable unless such behavior or conduct was shown to be inherently demonstrable of its 'sexual' nature. Any other demeaning attitude, behavior, or conduct which might amount to harassment in the generic sense of the word, as it was ordinarily understood, howsoever grave and devastating it might be on the victim, is not made actionable within the contemplation of actionable definition of harassment under Section 2 (h) of the Act.

1. Rights provided to women under Civil Law Bills passed (2018-present):

- The Enforcement of Women's Property Rights Act, 2020 (Act No. XII of 2020)
  The Enforcement of Women's Property Rights (Amendment) Bill, 2021

'The Enforcement of Women's Property Rights Act 2020' is enacted for the purpose to protect and secure the rights of ownership and possession of property owned by women, ensuring that such rights are not violated by means of harassment, coercion, force, or fraud. In this act, complainant means a woman who files a complaint or for whom proceedings are initiated in respect of the title or possession of her property. Whereas the word Property includes any moveable and immoveable property. It gives an effective and speedy recovery mechanism to protect and secure the rights of ownership of women in property.

Section 498A of Pakistan Penal Code specifically warns against an unfair division of inherited property. It also talks about the consequences of forcing women to surrender their rightful share to their male relatives. The text says, "*Whoever by deceitful or, illegal means deprives any woman from inheriting any*